۱۷
مِل لو کہ پھر بتول کہاں اور تم کہاں　　لپٹے گلے سے لاش کے دونوں وہ خستہ جاں
سترّائی لاش فاطمہ زہرا کی ناگہاں　　کھُل کھُل کے بند ہاتھ کفن سے ہوئے عیاں
ماں سے اخیر ملنے میں دونوں جو ساتھ تھے
گل سے گلوں میں فاطمہؑ زہرا کے ہاتھ تھے

۱۸
لرزے میں تھا زمیں کا بدن حشر تھا بپا　　ناگاہ ایک سمت سے آنے لگی صدا
بیٹوں کو ماں سے جلد کرو یا علی جُدا　　مرقد میں بیقرار ہیں محبوبِ کبریا
گرتا ہے پھٹ کے چرخِ بریں کو سنبھال لو
ان کے گلوں سے مُردے کی باہیں نکال لو

مرثیہ ۵

شہادت حضرت امیرؑ

۱
اے روزہ دارو آہ دکھا کے یہ روز ہیں　　سادات پر نزولِ بلا کے یہ روز ہیں
سرتاجِ اولیا کی عزا کے یہ روز ہیں　　تم سے وداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں
زخمی ہوا امام تمہارا نماز میں
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں

۲
ماہِ مبارکِ رمضاں اور خدا کا گھر　　تڑکا وہ نور کا وہ شبِ قدر کی سحر
پیشِ خدا وہ سجدے میں شیرِ خدا کا سر　　اور ہائے تیغِ ظلم کی ضربت وہ فرق پر
فوارے خوں کے زخمِ جبیں سے بہا کئے
سجدے میں آپ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا کئے

سر پیٹو مومنو سرِ حیدرؑ ہوا دونیم (۳) ایماں کے برج کا مہِ انور ہوا دونیم
سوچو تو فرقِ شاہ کا کیوں کر ہوا دونیم — لکھا ہے مغز تک سرِ اطہر ہوا دونیم
زہراؑ نے بال کھولے نبیؐ ننگے سر ہوئے
تم بے امام اور حسنؑ بے پدر ہوئے

کس وقت میں بہایا ہے کرّار کا لہو (۴) ہے ہے مدینہ دور کمیں گاہ میں عدو
کل چار پانچ سال کے سجّادؑ نیک خو — دادا کے دل میں پوتے کے مکتب کی آرزو
کم سن کئی یتیم شہ دادرس کے ہیں
عباسؑ نامدار ابھی نو برس کے ہیں

لکھا ہے جب دونیم ہوا فرقِ مرتضیٰؑ (۵) سدرہ سے جبرئیلؑ کے رونے کا غل ہوا
پھینکی سروں سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا — چلّا کے بھائیوں کو پکاری غضب ہوا
سنتے ہو جبرئیلؑ نے اُس وقت کیا کہا
وہ بولے پیٹ کر قُتِلَ المرتضیٰؑ کہا

دوڑے یہ کہہ کے جانبِ مسجد وہ نیک ذات (۶) ڈوبی ہوئی لہو میں ملی کشتیِ نجات
ماتھے پہ خون باپ کا مل کر کہی یہ بات — ہے ہے اُٹھایا قبلہ و کعبہ پہ کس نے ہاتھ
رُلوایا نانا جان کو دارالسّلام میں
بن باپ کا کیا ہمیں ماہِ صیام میں

ناگہ نمازیوں کا گروہ آیا ننگے سر (۷) حیدرؑ نے مجتبیٰؑ سے کہا آنکھیں کھول کر
پڑھواؤ تم نماز جماعت کی اے پسر — ہم بیٹھے بیٹھے پڑھتے ہیں اپنے مقام پر
لیکن جبیں کے زخم پہ رومال باندھ دو
میرا سرِ شگافتہ اے لال باندھ دو

باندھا حسنؑ نے زخم سرِ شاہِ ذوالجلال ۸ بولے علیؑ کہ اور کسو درد ہے کمال
شبیرؑ نے جب کسا تو کیا پھر وہی مقال	پھر چُست باندھ کر یہ پکارا وہ خوشخصال
اب درد کیسا اے اسدِ ذوالجلال ہے
ہاتھوں سے سر پکڑ کے کہا وہ ہی حال ہے

پڑھوا کے پھر نماز جماعت کی مجتبیٰؑ ۹ باباکے سر پہ پڑھنے لگے آیۂ شفا
ناگاہ آ کے یہ کسی عورت نے دی ندا	زہراؑ کے پیارو تم سے یہ زینبؑ نے ہے کہا
بابا کو میرے جلد جو گھر میں نہ لاؤ گے
تو سر برہنہ مجھ کو بھی مسجد میں پاؤ گے

بولے علیؑ جو اس ابھی بے حجاب نہیں ۱۰ زینبؑ سے کہدو کوفہ ہے یہ کربلا نہیں
میں بے دیار و بیکس و بے آشنا نہیں	شیعہ ہیں گرد نرغۂ اہلِ جفا نہیں
پردے سے ننگے سر تو ابھی کیوں نکلتی ہے
کیا حلق پر حسینؑ کے تلوار چلتی ہے

شیعوں میں اس بیان سے ہوا اور شور و شین ۱۱ لائے پسر گلیم پہ شاہِ مشرقین
یوں لے چلے گلیم میں حیدرؑ کو نورِ عین	کاندھا دیئے سرہانے حسنؑ پائنتی حسینؑ
آگے جلو میں روح الامیں ننگے سر چلا
لاشہ کنندۂ درِ خیبر کا گھر چلا

پہنچا جو لاشۂ شہِ مرداں قریبِ در ۱۲ بے ساختہ نکل پڑی زینبؑ برہنہ سر
بعد اس کے یونہی آئی تھی اکبرؑ کی لاش پر	یہ واقعہ تھا باپ کا وہ رحلتِ پسر
رکھ رکھ کے ہاتھ آنکھوں پہ سب خلق ہٹ گئی
پھیلا کے ہاتھ لاشہ سے زینبؑ لپٹ گئی

لاشے کی پیشوائی کو سب اہلِ بیت آئے (۱۳) سر کو سنبھالے ہاتھوں پہ بیت الشرف میں لائے
اُم البنینؑ زمیں پہ تڑپ کر پکاری ہائے عباس ہے کہاں ارے جراح کو بلائے
جلد آئے زخمِ فرق کے مرہم لگانے کو
بولا کوئی حسینؑ گئے ہیں بلانے کو

اُم البنینؑ کو پایا جو صدمے میں مبتلا (۱۴) باہیں گلے میں ڈال کے عباس نے کہا
اے اماں صدقہ دینے سے رد ہوتی ہے بلا بھائی حسنؑ حسینؑ ہیں زہرؑا کے دلربا
روشن کرو جہاں میں تم اپنے نام کو
صدقہ اُتارو شاہِ نجف پر غلام کو

یہ سُن کے اس ہراس میں سنبھلی وہ بیقرار (۱۵) لے کر بلائیں بولی چلو میرے گلعذار
بابا پہ تم نثار ہو تم پر یہ ماں نثار چلائی بڑھ کے مجمعِ ماتم میں ایک بار
بیدا نیو رنڈاپے کے غم سے پناہ دو
صدقہ اتارنے کو میں آئی ہوں راہ دو

بولی علیؑ تو ہوش میں اے نوحہ گر نہیں (۱۶) عباسؑ کے وقار کی تجھ کو خبر نہیں
یہ فاطمہؑ کا بیٹا ہے تیرا پسر نہیں شبیرؑ کے لئے کوئی ایسی سپر نہیں
زہرؑا سے رتبہ پوچھئے اس نورِ عین کا
یہ کربلا میں ہوئے گا فدیہ حسینؑ کا